فرعون — تاریخ و تحقیق کی روشنی میں

مولانا ابوالکلام قاسمی شمسی استاذ مدرسہ اسلامیہ شمس الہدیٰ پٹنہ

(۲)

فرعون کا کردار فرعون عہد شکن، بدکردار اور فاسق تھا (۱) متکبر تھا (۲) وہ سرکش، مسرف اور حد سے بڑھنے والا تھا (۳) وہ مفسد تھا، اس نے ظلم سے بنی اسرائیل کو اچھے کاموں اور اچھے عہدوں سے محروم کر دیا (۴) اس نے اپنے آپ کو خدائی کا مقام دے رکھا تھا (۵)۔

قرآن بتاتا ہے کہ فرعون نے ملک میں سرکشی اختیار کر رکھی تھی اور ظلم و ستم توڑنے کے لئے اپنی رعایا کو فرقوں میں بانٹ کر ایک ایسا ظالمانہ طبقاتی معاشرہ قائم کر دیا تھا جو چھوٹے، بڑے، مضبوط اور کمزور طبقوں پر مشتمل تھا، اس نے

۱۔ ۲۸۔ القصص : ۳۲۔

۲۔ ۲۸۔ القصص : ۳۹۔ ۴۰ المومن : ۲۷۔

۳۔ ۱۰۔ یونس : ۸۳۔

۴۔ ۲۸۔ القصص : ۴۔

۵۔ ۲۸۔ القصص : ۳۸۔

طبقات میں پھوٹ پیدا کر رکھی تھی، وہ ایک طبقے کو کمزور کرتا جاتا تھا۔(۱)

اس پر توریت اور ساری تاریخوں کا اتفاق ہے کہ جو فرعون حضرت موسیٰ کا معاصر تھا وہ متکبر، جابر، فاسق تھا۔(۲)

بائبل نے بھی اسے ایک متکبر کی شکل میں پیش کیا ہے (دیکھئے خروج ۹: ۱۷، ۱۰: ۳) فرعون کے کردار کا یہ نقشہ فرعون کے لفظ کی معنوی تشریح کے عین مطابق ہے۔(۳)

بنی اسرائیل پر فرعون کے مظالم

فرعون بنی اسرائیل پر طرح طرح کے ظلم ڈھاتا تھا، ان کی اولاد نرینہ کو مار ڈالتا اور عورتوں کو زندہ رہنے دیتا تھا۔ اس نے ظلم سے بنی اسرائیل کو اچھے کاموں اور اچھے عہدوں سے محروم کر دیا تھا۔(۴) طرح طرح کی تکلیفوں سے انھیں ذلیل و خوار کرتا تھا۔(۵) اس نے علاوہ انھیں غلاموں کے زمرے میں ڈال رکھا تھا۔ عبرت بنی اسرائیل۔(۶)

مصریوں نے خدمت کروانے میں بنی اسرائیل پر سختی کی اور انھوں نے سخت محنت سے گارا اور اینٹ کا کام اور سب خدمت کھیت کی کروا کے ان کی زندگی تلخ کی، ان کی ساری خدمتیں جو وہ ان سے کراتے تھے، مشقت

۱۔ ادارۂ علوم اسلامیہ جلد ۱۵ صفحہ ۲۷۴۔

۲۔ تفسیر ماجدی صفحہ ۶۳۹

۳۔ ادارۂ علوم اسلامیہ جلد ۱۵ صفحہ ۲۷۴

۴۔ ۲۸۔ القصص: ۴

۵۔ ۲۔ البقرہ: ۴۹

۶۔ ۲۶۔ الشعراء: ۲۲۔

کی تعیین(۱)۔ قدیم ترین اسرائیلی مورخ جوزیفس کی تاریخ آثار یہود میں تفصیلات اور زیادہ موجود ہیں۔ توریت میں ہے کہ اگر بیٹا ہو تو اسے ہلاک کر دینا .... اور فرعون نے اپنے سب لوگوں کو تاکید کر کے کہا کہ ان میں جو بیٹا ہو تو اسے دریا میں ڈال دو (خروج ۱ : ۵، ۲۲)(۲)

یہ لڑکیوں کا قتل نہ کرنا اور انھیں عورت بننے کے لئے زندہ رکھنا غالباً اس لئے تھا کہ انھیں آئندہ فرعونی امراء، اپنے حرم میں داخل کریں (ملمین کی ہسٹری آف دی جیوز جلد اول صفحہ ۷۷) توریت میں ذکر صرف ان کے زندہ رکھنے کا ہے، وجہ مصلحت درج نہیں ہے۔ اگر بیٹا ہو تو اسے ہلاک کر دو، اور اگر بیٹی ہو تو اسے جینے دو.... ان میں سے جو بیٹا ہو تو اسے دریا میں ڈال دو اور جو بیٹی پیدا ہو، جیتی رہنے دو (خروج ۱ : ۱۵، ۲۲) مشہور قدیم یہودی مورخ جوزیفس کے الفاظ بھی تقریباً یہی ہیں۔ "یہ ایک بہت سخت ابتلا تھا" (تاریخ آثار یہود باب ۲ فصل ۹)(۳)

واضح رہے کہ ایک دورِ ستم وہ تھا جو حضرت موسیٰ کی پیدائش سے پہلے رعمسیس ثانی کے زمانہ میں جاری ہوا تھا اور دوسرا دورِ ستم یہ ہے جو حضرت موسیٰ کی بعثت کے بعد شروع ہوا۔ دونوں میں یہ بات مشترک ہے کہ بنی اسرائیل کے بیٹوں کو قتل کر دیا گیا اور ان کی بیٹیوں کو جیتا چھوڑ دیا گیا

---

۱ توریت خروج : ۱۳، ۱۴۔

۲ تفسیر ماجدی صفحہ ۲۱۔

۳ " " "

تاکہ بتدریج ان کی نسل کا خاتمہ ہو جائے(۱)۔

وہ کتبہ جو ۱۸۹۶ء میں قدیم مصری آثار کی کھدائی کے دوران ملا تھا جس میں فرعون منفتاح اپنے کارناموں کا ذکر کرنے کے بعد لکھتا ہے: "اور اسرائیل کو مٹا دیا گیا اور اس کا بیج تک باقی نہیں(۲)"۔

حضرت موسیٰ و فرعون

اللہ تعالیٰ نے وادی طویٰ میں حضرت موسیٰ کو پیغمبری عطا کی۔ اور انھیں معجزات سے نوازا(۱)۔ اور یہ تمہارے داہنے ہاتھ میں کیا ہے اے موسیٰ، انھوں نے کہا کہ یہ میری لاٹھی ہے میں (کبھی) اس پر سہارا لگاتا ہوں، اور (کبھی) اپنی بکریوں پر پتے جھاڑتا ہوں اور اس میں میرے اور بھی کام (نکلتے) ہیں، ارشاد ہوا کہ اس کو (زمین پر) ڈال دو اے موسیٰ، سو انھوں نے اس کو ڈال دیا، یکایک وہ (خدا کی قدرت سے) ایک دوڑتا ہوا سانپ بن گیا۔ ارشاد ہوا اس کو پکڑ لو اور ڈرو نہیں، ہم ابھی اس کو اپنی پہلی حالت میں کر دیں گے اور تم اپنا (داہنا) ہاتھ اپنی (بائیں) بغل میں دے لو (پھر نکالو) وہ بلا کسی عیب (یعنی بلا کسی مرض برص وغیرہ) کے نہایت روشن ہو کر نکلے گا۔ یہ دوسری نشانی ہوگی تاکہ ہم تم کو اپنی (قدرت کی) بڑی نشانیوں میں سے بعض نشانیاں دکھلائیں (اب یہ نشانیاں لے کر) تم فرعون کے پاس جاؤ وہ بہت حد سے نکل گیا ہے۔ عرض کیا اے میرے رب میرے حوصلہ فراخ کر دیجئے اور میرا (یہ) کام (تبلیغ) آسان فرما دیجئے اور میری زبان پر سے بستگی (لکنت کی) ہٹا دیجئے تاکہ لوگ میری بات سمجھ سکیں

۱۔ تفہیم القرآن جلد ۲ صفحہ ۷۰۔

۲۔ " " " صفحہ ۷۲، (معمولی تبدیلی کے ساتھ)

اور میرے واسطے میرے کنبہ میں سے ایک معاون مقرر کر دیجئے یعنی ہارون کو کہ میرے بھائی ہیں، ان کے ذریعہ سے میری قوت کو مستحکم کر دیجئے اور ان کو میرے (اس تبلیغ کے) کام میں شریک کر دیجئے تاکہ ہم دونوں آپ کی خوب کثرت سے (شرک و نقائص سے) پاکی بیان کریں اور آپ کا خوب کثرت سے ذکر کریں۔ بیشک آپ ہم کو دیکھ رہے ہیں۔ ارشاد ہوا کہ تمہاری (یہ) درخواست منظور کی گئی اے موسیٰ[1]

دونوں فرعون کے پاس جاؤ، وہ بہت نکل چلا ہے۔ پھر اس سے نرمی کے ساتھ بات کرنا۔ شاید وہ (رغبت سے) نصیحت قبول کر لے یا (عذاب الٰہی سے) ڈر جاوے۔ دونوں نے عرض کیا کہ اے ہمارے پروردگار ہم کو یہ اندیشہ ہے کہ کہیں ہم پر زیادتی نہ کر بیٹھے یا یہ کہ زیادہ شرارت نہ کرنے لگے۔ ارشاد ہوا کہ تم اندیشہ نہ کرو (کیونکہ) میں تم دونوں کے ساتھ ہوں، سب سنتا دیکھتا ہوں، سو تم اس کے پاس جاؤ اور (اس سے) کہو کہ ہم دونوں تیرے پروردگار کے فرستادے ہیں (کہ ہم کو نبی بنا کر بھیجا ہے) سو بنی اسرائیل کو ہمارے ساتھ جانے دے اور ان کو تکلیفیں مت پہنچا، ہم تیرے پاس تیرے رب کی طرف سے (اپنی نبوت کا) نشان (یعنی معجزہ بھی) لائے ہیں اور ایسے شخص کے لئے سلامتی ہے جو سیدھی راہ پر چلے، ہمارے پاس یہ حکم پہنچا ہے کہ (اللہ کا) عذاب اس شخص پر ہوگا جو (حق کو) جھٹلادے اور (اس سے) روگردانی کرے[2]

اور ہم نے اس (فرعون) کو اپنی (وہ) سب ہی نشانیاں دکھلائیں سو (جب بھی) وہ جھٹلایا ہی کیا اور انکار کرتا رہا (اور) کہنے لگا کہ اے موسیٰ

---

[1] سورۂ طٰہٰ رکوع ۲ ترجمہ حضرت تھانویؒ۔

[2] " " " " "

تم ہمارے پاس اس واسطے آئے ہو (گے) کہ ہم کو ہمارے ملک سے اپنے جادو (کے زور) سے نکال باہر کرو، سو جب ہم بھی تمہارے مقابلہ میں ایسا ہی جادو لاتے ہیں تو ہمارے اور اپنے درمیان میں ایک وعدہ مقرر کرو جس کے نہ ہم خلاف کریں اور نہ تم خلاف کرو۔ کسی ہموار میدان۔ موسیٰ نے فرمایا تمہارے (مقابلہ کے) وعدہ کا وقت وہ دن ہے جس میں (تمہارا) میلہ ہوتا ہے، اور (جس میں) دن چڑھے لوگ جمع ہوجاتے ہیں۔ غرض (یہ سن کر) فرعون (دربار سے اپنی جگہ) لوٹ گیا پھر اپنا سحر کا (یعنی جادو کا) سامان جمع کرنا شروع کیا پھر آیا (اس وقت) موسیٰ نے ان (جادوگر) لوگوں سے فرمایا کہ ارے کمبختی ماروا اللہ پر جھوٹ افترامت کرو، کبھی خدا تعالیٰ تم کو کسی قسم کی سزا سے بالکل نیست و نابود بھی کردے اور جو جھوٹ باندھتا ہے وہ (آخر کو) ناکام رہتا ہے۔ پس جادوگر (یہ بات سن کر) باہم اپنی رائے میں اختلاف کرنے لگے اور خفیہ گفتگو کرتے رہے (آخری نتیجہ سب متفق ہوکر) کہنے لگے کہ بیشک یہ جادوگر ہیں، ان کا مطلب یہ ہے کہ اپنے جادو (کے زور) سے تم کو تمہاری سرزمین سے نکال باہر کردیں اور تمہارے عمدہ (مذہبی) طریقہ کا دفتر ہی اٹھا دیں، سو اب تم مل کر اپنی تدبیر کا انتظام کرو اور صفیں آراستہ کرکے (مقابلہ میں) آؤ، اور آج وہی کامیاب ہے جو غالب ہوا، پھر انھوں نے کہا اے موسیٰ آپ (اپنا عصا) پہلے ڈالیں گے یا ہم پہلے ڈالنے والے بنیں، آپ نے فرمایا نہیں تم ہی پہلے ڈالو پس یکایک ان کی رسیاں اور لاٹھیاں ان کی نظر بندی سے موسیٰ کے خیال میں ایسی معلوم ہونے لگیں جیسے (سانپ کی طرح) چلتی دوڑتی ہوں۔ موسیٰ کے دل میں تھوڑا سا خوف ہوا، ہم نے کہا تم ڈرو نہیں۔ تم ہی غالب ہوگے اور اس کی صورت یہ ہے کہ) یہ تمہارے داہنے ہاتھ میں جو (عصا)

ہے اس کو ڈال دو، ان لوگوں نے جو کچھ سانگ بنایا ہے یہ (عصا) سب کو نگل
جاوے گا، یہ جو کچھ بنایا ہے جادوگروں کا سانگ ہے اور جادوگر کہیں بھی
جاوے (معجزہ کے مقابلہ میں کہیں) کامیاب نہیں ہوتا، سو جادوگر سجدے
میں گر گئے (اور بآواز بلند) کہا کہ ہم تو ایمان لے آئے ہارون اور موسیٰ
کے پروردگار پر۔ فرعون نے کہا بدون اس کے کہ میں تم کو اجازت دوں
(یعنی میری خلاف مرضی) تم موسیٰ پر ایمان لے آئے واقعی (معلوم ہوتا ہے کہ)
وہ (سحر میں) تمہارے بھی بڑے ہیں کہ انھوں نے تم کو سحر سکھایا ہے۔ سو میں
تم سب کے ہاتھ پاؤں کٹواتا ہوں۔ ایک طرف کا ہاتھ اور ایک طرف کا پاؤں اور
تم سب کو کھجور کے درختوں پر ٹنگواتا ہوں اور یہ بھی تم کو معلوم ہوا جاتا ہے کہ ہم
دونوں میں (یعنی مجھ میں اور رب موسیٰ میں) کس کا عذاب سخت اور دیرپا ہے، ان
لوگوں نے صاف جواب دیدیا کہ ہم تجھ کو کبھی ترجیح نہ دیں گے بمقابلہ ان دلائل کے
جو ہم کو ملے ہیں اور بمقابلہ اس ذات کے کہ جس نے ہم کو پیدا کیا ہے۔ تجھ کو جو
کچھ کرنا ہے (دل کھول کر) کر ڈال۔ تو بجز اس کے کہ دنیاوی زندگانی میں کچھ
کر لے اور کر ہی کیا سکتا ہے۔ بس اب تو ہم اپنے پروردگار پر ایمان لاچکے تاکہ
ہمارے (پچھلے) گناہ (کفر وغیرہ) معاف کر دیں اور تو نے جو جادو (کے مقابلہ)
میں ہم پر زور ڈالا اس کو بھی معاف کر دیں اور اللہ تعالیٰ (تجھ سے) بدرجہا
اچھے ہیں اور زیادہ بقا والے ہیں (۱)

آپ کے رب نے موسیٰ کو پکارا (اور حکم دیا) کہ تم ان ظالم لوگوں کے یعنی
قوم فرعون کے پاس جاؤ (اور اے موسیٰ دیکھو) کیا یہ لوگ [illegible]

---

(۱) سورہ طٰہٰ رکوع : ۳ ترجمہ حضرت تھانویؒ

نہیں ڈرتے، انھوں نے عرض کیا کہ اے میرے پروردگار مجھ کو یہ اندیشہ ہے کہ وہ جھٹلانے لگیں اور (طبعی طور پر ایسے وقت میں) میرا دل تنگ ہونے لگتا ہے اور میری زبان (اچھی طرح) نہیں چلتی، اس لئے ہارون کے پاس بھی وحی بھیج دیجئے اور میرے ذمہ ان لوگوں کا ایک جرم بھی ہے، سو مجھ کو یہ اندیشہ ہے کہ وہ لوگ مجھ کو (قبل تبلیغ رسالت) قتل کر ڈالیں، ارشاد ہوا کہ کیا مجال ہے، سو (اب) تم دونوں ہمارے احکام لیکر جاؤ (نصرت و امداد سے) تمہارے ساتھ ہیں سنتے ہیں سو تم دونوں فرعون کے پاس جاؤ اور (اس سے) کہو کہ ہم رب العالمین کے فرستادہ ہیں تو بنی اسرائیل کو ہمارے ساتھ جانے دے (دونوں حضرات گئے اور فرعون سے سب مضامین کہہ دیئے) فرعون کہنے لگا کہ (آہا تم ہو) کیا ہم نے تم کو بچپن میں پرورش نہیں کیا اور تم اپنی (اس) عمر میں برسوں ہم میں رہا سہا کئے اور تم نے اپنی وہ حرکت بھی کی تھی جو کی تھی (یعنی قبطی کو قتل کیا تھا) اور تم بڑے ناسپاس ہو۔ موسیٰ نے جواب دیا کہ (واقعی) اس وقت وہ حرکت کر بیٹھا تھا اور مجھ سے غلطی ہو گئی تھی، پھر جب مجھ کو ڈر لگا تو میں تمہارے یہاں سے مفرور ہو گیا۔ پھر مجھ کو میرے رب نے دانشمندی عطا فرمائی اور مجھ کو پیغمبروں میں شامل کر دیا اور (رہا احسان جتلانا پرورش کا سو) وہ یہ نعمت ہے جس کا تو مجھ پر احسان رکھتا ہے کہ تو نے بنی اسرائیل کو سخت ذلت میں ڈال رکھا تھا۔

فرعون (اس بات میں لاجواب ہوا اور سخن کا پہلو بدل کر اس) نے کہا کہ رب العالمین کی ماہیت (اور حقیقت) کیا ہے تو موسیٰ نے جواب دیا کہ وہ پروردگار ہے آسمانوں اور زمین کا اور جو کچھ (مخلوقات) ان کے درمیان ہیں اس کا اگر تم کو یقین کرنا ہو (تو یہ پتہ بہت ہے) فرعون نے اپنے ارد گرد (بیٹھے) والوں سے کہا کہ تم لوگ (کچھ) سنتے ہو (کہ سوال کچھ اور جواب کچھ) موسیٰ نے فرمایا کہ وہ پروردگار ہے تمہارا

اور تمہارے پہلے بزرگوں کا، فرعون (نہ سمجھا، اور) کہنے لگا کہ یہ تمہارا رسول جو (بزعم خود) تمہاری طرف رسول ہو کر آیا ہے مجنون (معلوم ہوتا) ہے موسیٰ نے فرمایا کہ وہ پروردگار ہے مشرق کا اور مغرب کا اور جو کچھ ان کے درمیان میں ہے۔ اس کا بھی اگر تم کو عقل ہو (تو اس کو مان لو) فرعون (آخر جھلا کر) کہنے لگا کہ اگر تم میرے سوا کوئی اور معبود تجویز کرو گے تو تم کو جیل خانہ بھیج دوں گا۔ موسیٰ نے فرمایا اگر میں کوئی صریح دلیل پیش کروں تب بھی نہ مانے گا فرعون نے کہا کہ اچھا تو وہ دلیل پیش کرو اگر تم سچے ہو، موسیٰ نے اپنی لاٹھی ڈال دی تو وہ دفعتہً ایک نمایاں اژدہا بن گیا اور (دوسرا معجزہ) دکھلانے کے لئے اپنا ہاتھ (گریبان میں دے کر) باہر نکالا تو وہ دفعتہً سب دیکھنے والوں کے روبرو بہت ہی چمکتا ہوا ہو گیا [1]

خروج بنی اسرائیل فرعون اور مصری گورنمنٹ کے مظالم سالہا سال برداشت کرنے کے بعد بالآخر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قیادت میں ساری قوم اسرائیل نے مصر کی سکونت ترک کر کے اپنے آبائی وطن شام و فلسطین کو چلا جانا طے کر لیا۔ سفر مصری حکومت سے چھپ چھپا کر رات کے وقت شروع کیا۔ زمانہ وہ تھا کہ نہ آج کل کی سی باقاعدہ سڑکیں تھیں، نہ راستوں میں لیمپ لالٹین۔ شب کی تاریکی میں اسرائیلی راستہ بھول گئے اور بجائے اس کے کہ شمال کی طرف کچھ اور آگے بڑھ کر اپنے دائیں پر مشرق کی طرف مڑتے پہلے ہی ادھر گھوم پڑے۔ ادھر فرعون کو خبر ہو گئی اور وہ اپنے لشکر کی کمان کرتا ہوا تیزی سے تعاقب میں آ پہنچا، اب

---

[1] پارہ ۱۹ سورہ الشعراء رکوع ۵ ترجمہ حضرت تھانویؒ

اسرائیلیوں کے سامنے یعنی مشرق کی جانب سمندر تھا اور دائیں بائیں شمال وجنوب میں پہاڑیاں تھیں اور پشت یعنی مغرب کی جانب مصری لشکر۔ قرآن مجید میں اسی واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔ توریت میں اس کو خروج بنی اسرائیل سے موسوم کیا ہے۔ زمانہ کے تعین جزم کے ساتھ مشکل ہے۔ جدید ترین تحقیقات کے مطابق پندرھویں صدی قبل مسیح کا وسط قرار پایا ہے بلکہ بعض نے جرأت کر کے سنہ بھی متعین کر دیا ہے ۱۴۴۷ ق م [1]

البحر سے مراد البحر سے مراد یہاں دریائے نیل نہیں جیسا کہ بعض ثقات کو دھوکہ ہو گیا ہے بلکہ بحر قلزم (یا بحر احمر) مراد ہے۔ دریائے نیل تو بنی اسرائیل کے مسکن اور محلہ سے مغرب کی طرف واقع تھا اور اسرائیلیوں کا راستہ شام کے لئے مشرق کی طرف تھا۔ نیل سے اس راستہ کو دور کا بھی واسطہ نہ تھا۔ مصر سے شام کی راہ کے قریب بحر قلزم تھا، اسی کے تنگ شمالی سرے کی جانب یہاں اشارہ ہے۔ مصر کے مشرق میں جہاں اب بحر سویز کھدگئی ہے اس سے متصل ہے۔ نقشہ میں سمندر دو مثلثوں کی شکل میں نظر آئے گا۔ یہاں ان میں سے مغربی مثلث مراد ہے۔ اسرائیلیوں نے اسی کو عبور کر کے جزیرہ سینا میں قدم رکھا تھا۔[2]

البحر سے مراد بحر احمر ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ دریائے نیل مراد ہے[3]

فرعون کو بحر قلزم میں غرق کر دیا گیا۔[4]

---

[1] تفسیر ماجدی صفحہ ۲۱۔

[2] " " " "

[3] روح المعانی

[4] تفسیر عزیزی صفحہ ۲۳۲ (خلاصہ)

حضرت موسیٰ نے بحر احمر کی طرف سے جانے والا راستہ اختیار کیا تھا۔
فرعون اپنی فوجوں کے ساتھ تعاقب میں چلا آرہا تھا، بحر قلزم میں
غرق ہوگیا[۱]

بنی اسرائیل کا حال
اسرائیلی اپنے کو ہر طرف سے محصور پاکر قدرتاً سخت
پریشان ہوئے۔ لیکن رہنمائی اللہ کے ایک پیغمبر
کر رہے تھے، آپ نے وحی الٰہی کے اشارہ سے فرمایا کہ بلا توقف سمندر میں
چل پڑو۔ سمندر کا پانی سمٹ کر دونوں پہاڑ جیسی دیواروں کی طرح کھڑا ہوگیا
درمیان میں خشک راستہ ہوگیا۔ اسرائیلیوں کا قافلہ عبور کر گیا۔ اتنے میں فرعون
بھی لب ساحل پہنچ گئے اور وہ بھی یہ منظر دیکھ کر پیدل اور سوار خشک سمندر میں
در آئے۔ لیکن ابھی درمیان ہی میں تھے کہ پانی کی وہ کھڑی ہوئی دیواریں ناگہ
آپس میں مل گئیں اور سمندر کا پانی حسب سابق رواں ہوگیا، اور دیکھتے دیکھتے
فرعون اپنے لاؤ لشکر کے غرق ہو کر رہ گیا۔ توریت میں تصریحات ذیل ملتی ہیں
"پھر موسیٰ نے دوبارہ ہاتھ بڑھایا اور خداوند نے بہ سبب بڑی پوربی آندھی کے
تمام رات میں دریا کو چلایا اور دریا کو سکھایا اور پانی کو دو حصہ کیا اور بنی اسرائیل
دریا کے بیچ میں سوکھی زمین پر ہو کر گذر گئے اور پانی ان کے داہنے اور بائیں
دیوار تھی (خروج ۱۴ - ۲۱ - ۲۲) بنی اسرائیل خشک دریا کے بیچ میں چلے گئے اور
پانی ان کے داہنے اور بائیں دیوار تھی، سو خداوند نے اس دن اسرائیلیوں کو
مصریوں کے ہاتھوں سے یوں بچایا (خروج ۱۴: ۲۹ — ۳۰) اور مصریوں

---

[۱] تفسیر تفہیم القرآن صفحہ ۱۰۸ جلد ۳

[۲] دائرۃ المعارف اردو ترجمہ صفحہ ۲۲

پانی اور ان کا پیچھا کئے ہوئے اور فرعون کے سب گھوڑے اور اس کی گاڑیاں اور اس کے سوار دریا کے بیچوں بیچ تک آ گئے .... اور موسیٰ نے اپنے ہاتھ دریا پر بڑھایا اور دریا صبح ہوتے ہی اپنی اصلی قوت پر لوٹا اور مصری اس کے آگے بھاگے اور خداوند نے مصریوں کو دریا میں ہلاک کیا (خروج ۱۴: ۲۴-۲۸) واقعہ زمانہ جدید ترین اثری تحقیق کے مطابق ۱۴۴۷ ق۔م یا اس کے لگ بھگ آگے قرار پاتا ہے [1]

فرعون کی غرقابی اور ہم بنی اسرائیل کو سمندر سے گزار لے گئے۔ پھر فرعون اور اس کے لشکر ظلم اور زیادتی کی غرض سے ان کے پیچھے چلے گئے حتیٰ کہ جب فرعون ڈوبنے لگا تو بول اٹھا۔ میں نے جان لیا کہ خداوند حقیقی اس کے سوا کوئی نہیں ہے جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے اور میں بھی سر اطاعت جھکا دینے والوں میں سے ہوں (جواب دیا گیا) اب ایمان لاتا ہے۔ حالانکہ اس سے پہلے تو نافرمانی کرتا رہا اور فساد برپا کرنے والوں میں سے تھا۔ اب تو ہم تیری لاش ہی کو بچائیں گے تاکہ تو بعد کی نسلوں کے لئے عبرت بنے۔ اگرچہ بہت سے انسان ایسے ہیں جو ہماری نشانیوں سے غفلت برتتے ہیں [2]

پس فرعون اپنے لشکروں کو لے کر ان کے پیچھے چلا تو دریا ان پر جیسا ملنے کو تھا آملا [3]

---

[1] تفسیر ماجدی صفحہ ۲۲۔

[2] قرآن پارہ ۱۱ سورہ یونس رکوع ۱۳ ترجمہ تفہیم القرآن جلد ۲ صفحہ ۳۰۹ تا ۳۱۰۔

[3] قرآن پارہ ۱۶ سورہ طٰہٰ رکوع ۱۳ ترجمہ حضرت تھانوی ؒ۔

سورۂ شعراء میں بیان ہوا ہے کہ مہاجرین کے گزرنے کے بعد فرعون اپنے لشکر سمیت سمندر کے اس درمیان راستے میں اتر آیا۔

یہاں بیان کیا گیا ہے کہ سمندر نے اس کو اور اس کے لشکر کو ڈبو دیا۔ سورۂ بقرہ میں ارشاد ہوا ہے کہ بنی اسرائیل سمندر کے دوسرے کنارے پر سے فرعون اور اس کے لشکر کو غرق ہوتے ہوئے دیکھ رہے تھے اور سورۂ یونس میں بتایا گیا ہے کہ ڈوبتے وقت فرعون پکار اٹھا: آمنت انہ لا الہ الا الذی آمنت بہ بنو اسرائیل وانا من المسلمین میں مان گیا کہ کوئی خدا نہیں ہے اس خدا کے سوا جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے ہیں اور میں بھی مسلمانوں میں سے ہوں مگر اس آخری لمحہ کے ایمان کو قبول نہ کیا گیا اور جواب ملا الئن وقد عصیت قبل وکنت من المفسدین، فالیوم ننجیک ببدنک لتکون لمن خلفک آیۃ اب ایمان لاتا ہے اور پہلے یہ حال تھا کہ نافرمانی کرتا رہا اور فساد کیے چلا گیا، اچھا آج ہم تیری لاش کو بچائے لیتے ہیں تاکہ بعد کی نسلوں کے لئے نشانِ عبرت بنا رہے۔[1]

فرعون اور بنی اسرائیل کو اللہ تعالیٰ نے نجات دی اور فرعون کو لشکروں سمیت غرق کر دیا۔[2]

قرآن مجید نے واضح طور پر بتایا ہے کہ فرعون نے جب حضرت موسیٰ کا تعاقب کیا تو موسیٰ تو بنی اسرائیل کو لے کر سرزمین مصر سے بحفاظت

---

[1] تفہیم القرآن جلد سوم صفحہ ۱۰۸۔

[2] تفسیر ابن کثیر۔

...فرعون جو اپنی فوجوں کے ساتھ تعاقب میں چلا آرہا تھا بحر قلزم میں غرق
...ڈوبنے کے وقت میں اس کے منہ سے یہ الفاظ نکلے۔ حتی اذا ادرکہ الغرق
...آمنت انہ لا الٰہ الا الذی آمنت بہ بنوا اسرائیل وانا من المسلمین، یہاں تک
...ڈوبنے لگا تو بولا میں نے یقین کر لیا کہ کوئی معبود نہیں مگر جس پر بنی اسرائیل
...لائے اور میں فرمانبرداروں میں سے ہوں، (۱۰ یونس ۹۰)
لیکن غرغرۃ الموت کے وقت کے یہ الفاظ اسے کوئی فائدہ نہ پہنچا سکتے
...صرف ایک تمسخر کی حیثیت رکھتے تھے۔ البتہ اللہ تعالیٰ نے اس کے ساتھ یہ
...معاملہ کیا کہ وہ تو غرقاب سے مر گیا لیکن اس کے جسم اور بدن کو بچا لیا گیا۔
الیوم ننجیک ببدنک لتکون لمن خلفک آیۃ، سو آج ہم تیرے
...بدن کو بچا دیتے ہیں تاکہ تو اپنے پچھلوں کے لئے نشانی بنے (۱۰ یونس ۹۲)[1]
اور پانی پھرا اور گاڑیوں اور سواروں اور فرعون کے سب لشکر جو ان کے
...پیچھے دریا میں آئے تھے چھپالیا اور ایک بھائی بھی ان میں سے باقی نہ چھوٹا
...خروج ۱۴: ۲۴، ۲۸)[2] اور دیکھتے دیکھتے فرعون مع اپنے لاؤ لشکر کے غرق ہو کر
...ہو گیا[3]

روایت ہے کہ انھوں (بنو اسرائیل) نے کہا کہ فرعون نہیں مرا اور وہ کبھی
...نہیں مرے گا اور کہا گیا کہ موسیٰ علیہ السلام نے ان کو فرعون کی ہلاکت کی خبر دی،
...لیکن اس سے انھوں نے انکار کیا (تصدیق نہیں کی) تو اللہ تعالیٰ نے اس کو ساحل
...پر پھینک دیا، یہاں تک کہ انھوں نے آنکھوں سے دیکھ لیا[4]

---

[1] دائرۃ المعارف اردو ترجمہ ص ۲۲۷ — [2] تفسیر ماجدی صفحہ ۲۲۔
[3] تفسیر ماجدی صفحہ ۲۲۔ — [4] تفسیر کشاف جلد ۲ صفحہ ۲۵۲۔

حضرت مجاہد سے روایت ہے کہ بعض آدمی نے فرعون کی موت کا [illegible]
تو اس کو ساحل دریا پر پھینک دیا گیا یہاں تک کہ بنی اسرائیل نے اس کو [illegible][1]

حضرت کعب نے فرمایا پانی نے اس کو ساحل پر پھینک دیا[2]

جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو فرعون کے ہلاک ہونے کی خبر دی تو وہ لوگ فرعون سے کچھ اس طرح مرعوب و مغلوب تھے کہ اس کا انکار کرنے لگے اور کہنے لگے کہ فرعون ہلاک نہیں ہوا، اللہ تعالیٰ نے ان کی رہنمائی اور دوسروں کی عبرت کے لئے دریا کی ایک موج کے ذریعہ فرعون کی مردہ لاش کو ساحل پر ڈال دیا جس کو سب نے دیکھا اور اس کے ہلاک ہونے کا یقین آیا اور اس کی یہ لاش سب کے لئے نمونۂ عبرت بن گئی۔ پھر معلوم نہیں کہ اس کی لاش کا کیا انجام ہوا۔ جس جگہ فرعون کی لاش پائی گئی وہ جگہ جبل فرعون کے نام سے معروف ہے[3]

سو آج ہم تیرے بدن کو بچا دیتے ہیں تاکہ تو اپنے پچھلوں کے لئے نشانی بنے (۱۰ یونس : ۹۲) چنانچہ واقعتاً اس فرعون کی لاش کنارے پر آگئی[4]

آج تک وہ مقام جزیرہ نمائے سینا کے مغربی ساحل پر موجود ہے جہاں فرعون کی لاش سمندر میں تیرتی ہوئی پائی گئی تھی، اس کو موجودہ زمانہ میں

---

[1] تفسیر درمنثور للسیوطی جلد ۳ : سورہ یونس آیت ۹۱ ۔
[2] درمنثور جلد ۳ سورہ یونس آیت ۹۱ ، تفسیر زمخشری جلد ۲ صفحہ ۲۵۲
تفسیر کبیر جلد ۱۷ صفحہ ۱۵۷ ، روح المعانی جلد ۱۱ صفحہ ۱۶۲
[3] معارف القرآن جلد ۴ صفحہ ۵۶۷
[4] دائرۃ المعارف اردو ترجمہ جلد ۱۵ صفحہ ۲۷۶ ۔

جبل فرعون کہتے ہیں اور اسی کے قریب ایک چشمہ ہے جس کو مقامی آبادی میں حمام فرعون کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ اس کی جائے وقوع ابوزنیمہ سے چند میل اوپر شمال کی جانب ہے اور علاقے کے باشندے اسی جگہ کی نشاندہی کرتے ہیں کہ فرعون کی لاش یہاں پڑی ہوئی ملی تھی۔[1]

فرعون کی لاش اگرچہ ڈوبنے والا وہی فرعون منفتہ ہے جس کو زمانہ حال کی تحقیق نے فرعون موسیٰ قرار دیا ہے تو اس کی لاش آج تک قاہرہ کے عجائب خانہ میں موجود ہے۔ ۱۹۰۷ء میں سر گرافٹن الیٹ سمتھ نے اس کی ممی پر سے جب پٹیاں کھولی تھیں تو اس کی لاش پر نمک کی ایک تہہ جمی ہوئی پائی گئی تھی، جو کھاری پانی میں اس کی غرقابی کی ایک کھلی علامت تھی۔[2]

چنانچہ واقعتاً اس فرعون کی لاش کنارے پر آگئی اور اسے حنوط کر کے مصر کے اہرام میں سے ایک اہرام میں محفوظ کر دیا گیا۔ اب تیرہ سو سال بعد دنیا نے اس کا عین مشاہدہ کر لیا ہے اور قاہرہ کے عجائب گھر میں رعمسیس دوم اور منفتاح دوم دونوں کی ممیاں موجود ہیں۔[3]

(ختم)

---

[1] تفہیم القرآن جلد ۲ صفحہ ۳۱۰۔

[2] 〃 〃 〃 〃 ۔

[3] دائرۃ المعارف اردو ترجمہ جلد ۱۵ صفحہ ۲۷۷۔